ڈاکٹر ارشد محمود ناشادؔ

استاد، شعبۂ اُردو، علّامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد

اُردو کا ایک نادر اور کم یاب سفر نامہ

Dr. Arshad Mahmood Nashad
Associate Professor, Allama Iqbal Open University, Islamabad.

A Notable and Rare Travelogue in Urdu

The tradition of penning the experiences and events of travels in Urdu language came into being with Yousaf Khan Kumbal Posh's travelogue "Tarikh e Yousafi". The same travelogue is famed as “Ajaibaat e Farang" as well. It was first published in 1847. After seven years, Munshi Amin Chand's travelogue was published. Munshi Amin Chand hailed from Bajwarra, a town in Hoshiarpur. He quit his job as a Tehsildaar and set on his travels across India. His patron, Robert Cust, supported him financially and motivated him to pen his experiences on his return. The first volume of the resultant travelogue was published in 1854 with an introduction by Robert Cust. Its second edition, in two volumes, appeared in 1859.

Munshi Amin Chand's Travelogue is notable amongst the earlier travelogues of Urdu owing to its content and style. Regretfully, it remained unaccounted for by the literary critics and historians and apart from two or three scholars, it was not mentioned by anybody. In this article, an attempt is made to record the biography of Munshi Amin Chand after strenuous research.

Key Words: *Urdu Travelogue, Ajaibaat e Farang, Yousaf Khan Kumbal Posh, Munshi Amin Chand, Dr.Arshad Mahmood Nashad.*

---

[۱]

منشی امین چند کا شمار اُردو کے اوّلین سفر نامہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ اُردو کے اولین سفر ناموں میں یوسف خان کمبل پوش کے خوب صورت اور دل کش سفر نامے ''تاریخِ یوسفی'' جو ''عجائباتِ فرنگ'' کے نام سے معروف ہوا، کے بعد منشی امین چند کا سفر نامہ اپنے لوازمے، اسلوب اور پیش کش کے اعتبار سے بلاشبہ سب سے اہم اور قابلِ قدر سفر نامہ ہے۔ یوسف خان کمبل پوش کا سفر نامہ پہلی بار ۱۸۴۷ء میں پنڈت دھرم نرائن کے زیرِ اہتمام دہلی کالج کے مطبع العلوم سے شائع ہوا۔ کمبل پوش کے سفر نامے کی اشاعت کے ٹھیک سات سال بعد منشی امین چند کا سفر نامہ

اشاعت پذیر ہوا۔ یہ سفر نامہ منشی امین چند کی تین سالہ سیاحتِ ہند[۱۸۵۱، ۱۸۵۰، ۱۸۵۲ء] کے احوال کی نادر اور کم یاب دستاویز ہے۔ اس سفر نامے کا حصّہ اول جو سیاحتِ پنجاب، کشمیر، سندھ، دکن، خاندیس، مالوہ اور راجپوتانہ پر مشتمل ہے، پہلی باررابرٹ نیدھم کسٹ(Robert Needham Cust) کی اعانت سے ۱۸۵۴ء میں ماسٹر رام چندر، مدرسِ دہلی کالج کے زیرِ اہتمام دہلی سے شائع ہوا۔ پہلی اشاعت کی کم و بیش تمام کاپیاں شمال مغربی صوبے کے محکمۂ تعلیم نے خرید لیں، اس لیے عوام الناس میں اس سفر نامے کا بھرپور تعارف نہ ہو سکا۔ ۱۸۵۹ء میں رابرٹ کسٹ ہی کی سعی و کوشش سے پنڈت سورج بھان کے زیرِ اہتمام مطبع کوہِ نور، لاہور سے اس سفر نامے کی دوسری اشاعت عمل میں آئی۔ اس اشاعت میں سفر نامے کے دونوں حصّے شامل تھے۔ منشی امین چند کا یہ سفر نامہ اپنے مندرجات کی ہمہ رنگی، اسلوب کی تازہ کاری، انداز کی زیبائی اور تاریخی وجغرافیائی معلومات کی فراوانی کے اعتبار سے خاصے کی چیز ہے۔ انیسویں صدی کے ہندوستان کے ایک بڑے حصّے کے تاریخی، سماجی اور علمی منظر نامے کی ایک روشن اور اُجلی تصویر پیش کرتا ہے۔ اس اہمیت کے باوجود یہ سفر نامہ محققین اور بالخصوص سفر نامہ کے مؤرخین کی نگاہوں سے اوجھل رہا۔ چند ایک محققین نے اس سفر نامے کا ذکر بر سبیلِ تذکرہ کیا ہے یوں اہلِ علم وادب اس سفر نامے کی حقیقی قدر و منزلت سے واقف نہیں۔

منشی امین چند کے حالاتِ حیات مکمل طور پر معلوم نہیں۔ اپنے سفر نامے میں بھی انھوں نے اپنے متعلق کچھ خاص معلومات فراہم نہیں کیں۔ سفر نامے کے آغاز میں مختصر دیباچے سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ منشی امین چند سیاحت سے قبل پنجاب کے ایک ضلع میں تحصیل داری کے منصبِ جلیلہ پر فائز تھے۔ شوقِ سیاحت کے باعث وہ اس عہدہ کو چھوڑ کر ہندوستان کی سیاحت کو نکل کھڑے ہوئے۔ اپنے سفر کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے وہ رقم طراز ہیں:

> ”راقم کو خوبی قسمت سے بیچ سال ۱۸۵۰ء اور ۱۸۵۱ء اور ۱۸۵۲ء کے ایسا نیک اتفاق سفر کا ہوا کہ اس سیاحت میں بہت سا حصّہ ملکِ ہندوستان کا دیکھا گیا۔ مثلاً تمام شمالی حصّہ ہند کا تا بمبئی، جانبِ غرب اور شرقی حصّہ تا بہ کلکتہ و جگن ناتھ اور دریائے سندھ سیر کیا گیا۔ کشمیر کے پہاڑوں سے کراچی تک اور ویسا ہی دریائے گنگا جی مقام رکھی کیش اور ہردوار سے تا بہ کلکتہ اور وہاں سے براہِ خشکی جگن ناتھ تک۔ لیکن یہ سفر خشکی اور تری کا نہ بہ ارادۂ کارِ سرکار تھا نہ برائے کارِ تجارت اور نہ واسطے تیرتھ جاترا کے بلکہ صرف

بہ ارادۂ تحصیلِ علم اور حصولِ واقفیت حال اور ملکوں کے۔ کس واسطے کہ مجھ کو سیاحی کا ایسا شوق پیدا ہوا کہ عہدۂ جلیلہ تحصیل داری کو جو ایک ضلع پنجاب میں تحتِ حکومت صاحبان بورڈ پنجاب تھا، اپنی خوشی و رضا مندی سے چھوڑ کر سفر پر کمر باندھی اور جس جس ملک میں جانے کا اتفاق ہوا وہاں کے حالات اور مکاناتِ عجیبہ و غریبہ کو جو قابل سیر کے تھے بہ خوبی دل جمعی کے ساتھ دیکھا اور بھی ہر ملک کے باشندوں سے ملاقات حاصل کر کر ان کے راہ و رسم سے واقفیت حاصل کی اور جن مقامات میں گزر محال تھا ان کو بہ حصول چٹھیات سفارش ملاحظہ کیا۔''(۱)

منشی امین چند کا تعلق پنجاب کے ضلع ہوشیار پور کے مردم خیز علاقے بجواڑہ سے تھا۔ سفر نامے میں ہوشیار پور سے آگے بڑھتے ہوئے جب وہ بجواڑہ پہنچتے ہیں تو اس کا ذکر یوں کرتے ہیں:

''۔۔۔ اور وہاں سے ڈیڑھ کوس آگے قصبہ بجواڑہ ہے کہ وہ قصبہ خاص مرزبوم اس فدوی کا ہے اور کسی زمانہ میں یہ قصبہ ایک بڑا شہر تھا کیوں کہ اب تک پرانے کھنڈرات کے نشان یہاں پر دور دور تک موجود ہیں اور بعد ویرانی اس شہر کے شہر ہوشیار پور آباد ہوا ہے۔''(۲)

منشی امین چند کا شمار بلاشبہ اپنے عہد کے بااثر افراد میں ہوتا تھا اور اس زمانے کے انگریز افسروں کے ساتھ ان کے تعلقات دوستانہ اور خوش گوار تھے۔ یہی سبب ہے کہ سفر کی خواہش پوری کر لینے کے بعد انھوں نے دوبارہ سرکاری ملازمت اختیار کر لی۔ ان کے سفر کا اختتام ۶/ دسمبر ۱۸۵۲ء کو علی گڑھ میں ہوا، اگلے روز انھوں نے مسٹر ٹیلر صاحب بہادر کلکٹر و مجسٹریٹ سے مل کر ملازمت حاصل کر لی؛ وہ خود لکھتے ہیں:

''۵ تاریخ دسمبر مقام آگرہ سے ڈاک کرانچی پر سوار ہو کر ۶ تاریخ علیگڈہ پہونچا۔ آگرہ سے علیگڈہ ۵۱ میل انگریزی ہے۔ دوسرے روز وہاں مقام کر کر مسٹر ٹیلر صاحب بہادر کلکٹر مجسٹریٹ سے ملازمت حاصل کی اور صاحب موصوف کی اجازت سے دفتر و جیل خانہ وہاں کا ملاحظہ کیا۔''(۳)

۱۸۵۴ء میں جب ان کا سفر نامہ پہلی بار اشاعت پذیر ہوا، اس وقت وہ راول پنڈی میں سر رشتہ دارِ کلکٹری کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔ ہفت روزہ ''کوہِ نور'' لاہور کی ۲۳/ دسمبر ۱۸۵۴ء کی

اشاعت میں ان کے سفر نامے کا اشتہار شائع ہوا، اس سے راولپنڈی میں ان کے سر رشتہ دارِ کلکٹری ہونے کی تصدیق ہوتی ہے۔ اشتہار کی عبارت یوں ہے:

"اشتہار

منشی امین چند سر رشتہ دار کلکٹری راول پنڈی نے کہ جن کے اوصافِ حمیدہ اور عاداتِ پسندیدہ اس ملک میں مثلِ آفتاب روشن ہیں۔ جو ۱۸۵۰ء و ۱۸۵۱ء میں اپنی طبیعت کے شوق سے سیر ملکِ محفوظ و پنجاب و کشمیر و پشاور و سندھ و بمبئی و پونہ و اندور و او جین و اجمیر و جیپور و بھرت پور و آگرہ و دہلی و متھرا و بندر بن و کور چھیتر و روڑکی و ہر دوار و ڈیرہ دون وغیرہ کی فرمائی ہے... تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک کتاب تعلیم پٹواریاں تصنیف فرمائی اور وہ کتاب پسند حکام وقت ہو کر چھاپی گئی... اور جناب فنانشل کمشنر صاحب بہادر ملک پنجاب نے بھی اوس کی پسند کے باب میں پروانۂ خوشنودی بھیجا۔ لہٰذا منشی موصوف نے حسبِ ایمائے جناب ماسٹر [مسٹر] رابرٹ کسٹ صاحب بہادر سابق ڈپٹی کمشنر جالندھر و حال مجسٹریٹ و کلکٹر ضلع باندہ، انھوں نے اپنی سیر کو ہر مقام اور موضع اور موقع پر قلم [بند] فرمایا اور جو کچھ دریافت ہوا، بہت صاف اور ٹھیک لکھا۔ یہ تمام تحریر اون کی مطول ہو گئی کہ دو جلدوں میں سمائی۔ اب جلد اول اوس کی حسب ایمائے آقا نعمت اون کے، دہلی میں چھپ کر تیار ہو گئی... جس صاحب کو مطلوب ہو تین روپیہ نقد پاس ماسٹر رام چندر صاحب مدرّس کالج، دہلی کے بھیج کر منگالے ... اور اگر کسی صاحب کو دہلی سے منگانے اور روپیہ بھیجنے میں کچھ دقت معلوم ہوتی ہو تو زرِ مذکور پاس منشی صاحب موصوف کے راولپنڈی میں بھیج دے۔ کتاب دہلی سے پہونچیگی۔"(۴)

ہفت روزہ "کوہِ نور" لاہور کے ۲۲/ نومبر ۱۸۵۹ء کے شمارے میں شائع ہونے والے اشتہار سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ راول پنڈی میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے منصب پر بھی فائز رہے۔ اشتہار ملاحظہ ہو:

"سفر نامہ منشی امین چند ۲ حصہ قیمت تین روپیہ

یہ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر راولپنڈی تھے، پہلی جلد آگرے میں چھپی اور لکھا ہے کہ "دوسری جلد کوہِ نور میں چھپی۔ پہلے حصے میں پنجاب، کشمیر، سندھ اور دوسرے

برخے از دکن و خاندیس و مالوہ اور راجپوتانہ کا ذکر ہے، دوسری میں اضلاع ممالک مغربی و شمالی، اودھ مع عجائبات و نوادر ممالکِ مذکورہ و اضلاعِ بنگال و نواحِ کلکتہ و جگناتھ پوری وغیرہ۔“(۵)

اس اشتہار سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ منشی امین چند ۱۸۵۹ء سے قبل راول پنڈی میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی حیثیت سے فرائض انجام دیتے رہے؛ راول پنڈی سے اُن کا کب تبادلہ ہوا اور کہاں متعین ہوئے، معلوم نہیں۔ البتہ بعض اہم دستاویزات اور شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اجمیر میں جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر اور چھوٹے مقدمات کی عدالت کے منصف بھی رہے۔ یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو انھیں سردار بہادر کا خطاب ملا۔ The Gazette of India میں اس خطاب کی بابت سرکاری اعلان کا متن درج ذیل ہے:

> "His Excellency the Viceroy and Governor General is pleased to confer upon the Undermentioned Native Gentleman the Title of "Sardar Bahadur" as a personal Distinction:-Rai Munshi Amin Chand, Judicial Assistant Commissioner, Ajmere."(6)

سر روپر لیتھ برج (Sir Ropper Lethbridge) کی کتاب Golden Book of India میں بھی امین چند کے خطاب کے اندراج کے ساتھ ان کی ملازمت اور تعیناتیِ اجمیر کا ذکر موجود ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ وہ جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر اور اجمیر کی چھوٹے معاملات کی عدالت کے جج کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ سر روپر لیتھ برج رقم طراز ہیں:

> "AMIN CHAND (of Bijwara), Sardar Bahadur
>
> The Title is personal, and was conferred on 1st January 1887. The Sardar Bahadur Served for many years under the Punjab Government as Extra Assistant Commissioner and Assistant Settlement Officer, and was subsequently Judicial Assistant Commissioner and Judge of small

cause Court of Ajmir. He is of a Khatri family; his son is

Ram Chand.

Residence: – Bijwara, Hoshiarpur, Punjab.” (7)

سر روپر لیتھ برج نے یہاں خطاب ملنے کا سال ۱۸۸۷ء درج کیا ہے جو درست نہیں۔ خطاب ملنے کی درست تاریخ یکم جنوری ۱۸۷۷ء ہے جیسا کہ قبل ازیں گزٹ آف انڈیا کے اقتباس میں درج کیا گیا ہے۔ سر روپر لیتھ برج کی متذکرہ بالا کتاب کے دوسرے ایڈیشن (مطبوعہ: ۱۹۰۰ء) میں بھی خطاب ملنے کی درست تاریخ یعنی یکم جنوری ۱۸۷۷ء ہی درج ہے۔

سردار بہادر امین چند کا شمار اپنے عہد کے ممتاز اور معروف اشخاص میں ہوتا ہے اور حکومت کے مقتدر حلقوں میں ان کے اثر و رسوخ کے کئی شواہد ملتے ہیں۔ ۱۸۶۹ء میں ”لاہور یونی ورسٹی کالج“ [جسے بعد میں پنجاب یونی ورسٹی کالج کہا گیا] کے قیام کے نوٹیفکیشن میں شامل سینیٹ کے ممبران کی فہرست میں منشی امین چند کا نام مع عہد درج ہے۔(۸) اسی طرح اگست ۱۸۷۷ء میں تیار ہونے والے The Punjab University Act کے ایک ڈرافٹ میں ان کا نام یونی ورسٹی کی Corporate body کے ایک رکن کے طور پر درج ہے۔(۹) تاہم ملازمت سے ان کی سبک دوشی اور بعد کی زندگی کے احوال گوشہ گم نامی میں ہیں۔

سفر نامہ کے علاوہ منشی امین چند کی بعض دوسری تصنیفات بھی منظرِ عام پر جلوہ گر ہوئیں۔ ذیل میں ان کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

۱۔ **ہدایت نامہ تعلیم پٹواریاں:** ۱۱۲ صفحات پر مشتمل یہ کتاب پہلی بار ۱۸۵۴ء میں مطبع کوہِ نور، لاہور کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔ بہ قول گارسین دتاسی یہ کتاب فارسی، ناگری اور گورمکھی رسم الخط میں کئی بار لاہور سے شائع ہوئی۔(۱۰)

۲۔ ترتیب دفتر کلکٹری: ۱۷/ جولائی ۱۸۵۵ء کے کوہ نور اخبار میں اس کا اشتہار شائع ہوا ہے، جس کے مطابق: ”ان دنوں میں منشی امین چند صاحب سر رشتہ دار مال ضلع راول پنڈی نے ایک رسالہ ترتیب دفتر کلکٹری تالیف کر کے بعد استمزاج جناب صاحب فنانشل کمشنر بہادر پنجاب مطبع رحمانی واقعہ راول پنڈی میں واسطے چھاپنے کے بھیجا ہے۔“ (۱۱)

۲۔ **تواریخ سیال کوٹ:** منشی امین چند کی یہ کتاب ۱۸۶۷ء میں کوہ نور پریس کانگڑا سے شائع ہوئی۔ اس کا انگریزی ترجمہ Charles A. Roe نے کیا وہ ۱۸۷۴ء میں A History of Sialkot Distract کے عنوان سے سنٹرل جیل پریس کے زیرِ اہتمام شائع ہوا۔

۳۔ **Report on the revised land revenue settlement of Hissar Division of the Punjab:** اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۸۷۵ء میں وکٹوریہ پریس، لاہور سے شائع ہوا۔ معلوم نہیں کہ یہ رپورٹ منشی امین چند نے انگریزی میں تیار کی یا کسی اور نے اس کا ترجمہ کیا۔ گارسین دتاسی نے منشی صاحب کی ایک کتاب "تاریخ حصار" کا ذکر کیا ہے۔(۱۲) ممکن ہے متذکرہ بالا رپورٹ کا اردو متن "تاریخ حصار" کے نام سے شائع ہوا ہو۔

ان کتابوں کے علاوہ انھوں نے کیا کچھ سرمایہ تصنیف کیا؟ کتنی عمر گزاری؟ کب راہی ملک عدم ہوئے؟ کچھ معلوم نہیں؛ البتہ ان کے مہربان اور سرپرست انگریز افسر رابرٹ کسٹ کی کتاب Memoirs of Past Years of A Septuagenarian (مطبوعہ ۱۸۹۹ء) سے سردار بہادر منشی امین چند کے ۱۸۹۹ء تک زندہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ رابرٹ کسٹ رقم طراز ہیں:

> "I have one Native friend, Sirdar Amin Chand, who still lives there, and sends loving letters to me. I engaged him in the public service at the age of 18, with earrings in his ears. He served the State well, and was rewarded with Titles, and Grants of Land, and is now advanced in years, living in the same house close to Hoshyarpur, whom I found him."(13)

[۲]

منشی امین چند کا سفر نامہ نہ صرف اُردو کے ابتدائی سفر ناموں میں نہایت اہمیت کا حامل ہے بلکہ ہندوستان کے اردو سفر ناموں میں اسے اوّلیت کا شرف بھی حاصل ہے۔ منشی امین چند کا یہ سفر یکم ستمبر ۱۸۵۰ء کو انبالہ سے

شروع ہوا اور ۶/ دسمبر ۱۸۵۲ء کو علی گڑھ میں اختتام پذیر ہوا۔وہاں مسٹر ٹیلر مجسٹریٹ وکلکٹر کے ذریعے دوبارہ ملازمت حاصل کر کے وہ شاہ جہان آباد پہنچے جہاں انھیں اپنے والد کے انتقال کی خبر ملی اور وہ ۱۵/ دسمبر کو ڈاک پالکی کے ذریعے اپنے گھر بجواڑہ پہنچے۔ منشی امین چند کے انگریزی افسروں کے ساتھ نہایت گہرے تعلقات تھے۔ اس گہرائی کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ منشی امین چند کی سیاست کے اخراجات مسٹر رابرٹ کسٹ کلکٹر و مجسٹریٹ ضلع باندہ نے ادا کیے۔ سفر نامے کی دوسری اشاعت کے preface میں خود رابرٹ کسٹ نے اس کا ذکر کیا ہے؛ وہ لکھتے ہیں:

> "The tour was actually made by the author in the years 1850,'51, and 52 at my charges."(14)

یہی نہیں بلکہ سفر نامے کے احوال کو قلم بند کرنے کی تحریک اور اس کی اشاعت کا اہتمام بھی رابرٹ کسٹ نے کیا تاہم گارسین دتاسی کا یہ کہنا درست نہیں کہ منشی امین چند نے رابرٹ کسٹ کی سیاحت کے احوال کو اردو میں قلم بند کیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ دتاسی نے خود سفر نامہ نہیں دیکھا بلکہ اس کے حوالے سے اخبار یا مختلف لائبریریوں کے کیٹالاگ دیکھ کر یہ تاثر قائم کیا۔ گارسین دتاسی لکھتے ہیں:

> ''وہ [منشی امین چند] پنجاب میں پیدا ہوئے اور اس صوبے میں کلیکٹر ٹیکس کے عہدے پر مامور ہوئے۔ انھوں نے R.Cust کی سیاحت کا حال [۱۸۵۰-۵۲] میں اردو میں لکھا ہے۔ اس کتاب کے پہلے حصے کا نام سفر نامہ ہے اور انگریزی میں اس کا نام Travels in the Punjab ہے۔ یہ حصہ ۱۸۵۰ء میں لاہور سے شائع ہوا اور یہ ۴۳۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس پہلے حصے میں پنجاب، کشمیر، سندھ، دکن، خاندیش [کذا] مالوہ اور راجپوتانہ کے اس سفر کا حال ہے جو R.Cust نے ۱۸۵۰ء میں کیا تھا۔ اس کتاب کے دوسرے حصے میں بنگال اور شمال مغربی صوبہ کے سفر کے حالات ہیں۔ یہ حصہ پہلے حصے کے ساتھ Tour in the Punjab, Bombay and Central India کے نام کے ساتھ لاہور سے سنہ ۱۸۵۹ء میں ۴۳۴ صفحات پر چھپا ہے۔''(۱۵)

دتاسی کے اس بیان میں کتاب کے طبع اول کا سال بھی درست نہیں اور کتاب کے انگریزی نام بھی انھوں نے غلط لکھے ہیں۔ منشی امین چند کا سفر نامہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں پنجاب، کشمیر، سندھ و برخے از ملک دکن وخاندیس ومالوہ و راجپوتانہ کی سیاحت کے احوال درج ہیں۔ اس کو صرف Travels in the Punjab قرار دینا درست نہیں۔ اسی طرح دوسرے حصے میں بعض اضلاع مغربی، اودھ، اضلاع بنگال، نواح کلکتہ و جگن ناتھ کے احوال سیاحت شامل ہیں۔

رابرٹ کسٹ کلکٹر و مجسٹریٹ ضلع باندہ جنھوں نے اس سیاحت کے لیے اخراجات فراہم کیے اور منشی امین چند کو احوال سیاحت قلم بند کرنے کی تحریک بھی دی؛ سفر نامہ کی پہلی اور دوسری اشاعت میں ان کا مختصر انگریزی دیباچہ شامل ہے۔ رابرٹ کسٹ کی یاداشتوں کی کتاب اور ان کے مقالات کے مجموعے سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ اس سفر کا پہلا حصہ منشی امین چند نے رابرٹ کسٹ کی معیت میں کیا تھا۔ کسٹ کا یہ سفر خاص مقاصد کے تحت تھا اور اس نے جان لارنس [جو کہ اس وقت پنجاب بورڈ آف ایڈمنسٹریشن کے سینیر ممبر تھے اور بعد میں پنجاب کے چیف کمشنر اور ۱۸۶۴ء میں برطانوی ہندوستان کے وائسرائے بنے] کے حکم پر کیا تھا۔ ان مآخذ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امین چند کے اس سفر نامے کی ادارت کا کام بھی رابرٹ کسٹ نے کیا تھا۔

سفر نامہ امین چند کی دوسری اشاعت مطبع کوہ نور، لاہور سے ۱۸۵۹ء میں پنڈت سورج بھان کے اہتمام سے منظرِ عام پر آئی۔ اس اشاعت میں سیاحت کے دونوں حصے شامل کیے گئے ہیں۔ حصہ اول ۱ تا ۳۷۰ جب کہ حصہ دوم ۳۷۱ تا ۴۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ سفر کی روداد ص ۴۰۶ پر ختم ہو جاتی ہے اس کے بعد علم کی ترویج و ترقی میں انگریز سرکار کی کوششوں، مشنری اداروں کے نظم ونسق، بندوبستِ اراضی، مختلف مذاہب کے حالات اور ان کی عبادت گاہوں کا اجمالی تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس اشاعت کے لیے بھی رابرٹ کسٹ نے مختصر سا انگریزی دیباچہ لکھا ، جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ پہلا ایڈیشن شمال مغربی صوبہ کے محکمہ تعلیم نے خرید لیا تھا اور ورنیکلر پبلی کیشنز کمیٹی، آگرہ نے اس کتاب کا ہمدردانہ نوٹس لیا ہے۔

[۳]

منشی امین چند کا سفر نامہ نہایت اہمیت اور قدر و قیمت کا حامل سفر نامہ ہے۔ اس سفر نامے کے آئینے میں انیسویں صدی کے ہندوستان کی ایک واضح اور اُجلی تصویر دکھائی دیتی ہے۔ مصنف نے جس شوقِ سیاحت کی خاطر تحصیل داری جیسے منصبِ جلیلہ کو چھوڑا تھا؛ اُس شوق کی ہمہ رنگی پورے سفر نامے میں صاف نظر آتی ہے۔ یہ سفر

نامہ بلاشبہ ایک سچے سیّاح کی خوبیوں اور اوصاف کا حامل ہے۔ منشی صاحب نے ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں اور علاقوں کے مکاناتِ عجیبہ کا نہایت دقتِ نظر اور ژرف نگاہی سے مشاہدہ کیا ہے۔ وہ کہیں سے بھی بے نیازانہ یا سر سری نہیں گزرے۔ جن مقامات کو دیکھنے کی اجازت نہ تھی؛ اپنے اثر و رسوخ اور انگریز حُکام سے تعلق داری کے باعث اُنھیں وہ جگہیں بھی دیکھنے کی اجازت مل گئی۔ اُن کا مشاہدہ بہت تیز اور گہرا ہے۔ وہ چیزوں، مکاناتِ عجیبہ، افراد، اقوام، علاقوں اور منظروں کو نہایت توجہ کے ساتھ دیکھتے ہیں اور اس کی تصویر اس طرح جزئیات کے ساتھ پیش کرتے ہیں کہ قاری کو ایسا لگتا ہے جیسے وہ خود اپنی آنکھوں سے وہ منظر دیکھ رہا ہے۔ اس سفر نامے کے ذریعے ہمیں انیسویں صدی کے ہندوستان کے مختلف علاقوں کے رسوم و رواجات، تہذیبی اور ثقافتی زندگی کی خوش رنگ تصویروں، مختلف اقوام کے طور طریقوں، عادات و خصائل، میلوں ٹھیلوں، عبادت گاہوں، عمارتوں، باغوں، چشموں، ویرانوں اور جنگلوں سے آگاہی ہوتی ہے۔ منشی امین چند کا سفر نامہ اُن کی کشادہ نظری اور بے تعصبی کا آئینہ دار ہے؛ انھوں نے ہندوؤں، مسلمانوں، سکھوں اور دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں، ان کے رسوم و رواجات، معتقدات، ان کے تہواروں کا ذکر نہایت احترام سے کیا ہے۔ باغات، سر سبز و شاداب مناظر اور خوش وضع شہروں کا ذکر انھوں نے جس خوش مذاقی سے کیا ہے وہ ان کی جمالیاتی قدروں کا اظہار یہ ہے۔ وہ چند سطروں میں شہر کا نقشہ اس طرح سے کھینچ دیتے ہیں کہ قاری محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہتا؛ ڈاکٹر ممتاز گوہر کے بہ قول:

> ”یہ اُردو میں لکھے جانے والے سفر ناموں میں اپنے اسلوبِ تحریر اور مواد کے اعتبار سے خاص اہمیت کا حامل ہے۔ امین چند کا مشاہدہ زندگی کے مختلف شعبوں کا احاطہ کرتا ہے۔ اس کا بیان محض جغرافیائی یا تاریخی کوائف پیش نہیں کرتا بلکہ مختلف شہروں کی جیتی جاگتی زندگی کی تصویریں بناتا ہے۔“[۱۶]

ممتاز محقق اور غالب شناس مالک رام اس سفر نامہ کے متعلق لکھتے ہیں:

> ”کتاب بہت دل چسپ اور قابلِ مطالعہ ہے اور سلیس زبان میں، اس زمانے میں ان مقامات کی سماجی اور ادبی زندگی کا مرقع پیش کرتی ہے۔“[۱۷]

اس سفر نامے کو دل چسپ اور پُر تاثیر بنانے میں بڑا حصّہ اندازِ بیان اور اسلوبِ نگارش کا ہے۔ منشی امین چند کی زبان سادہ اور عام فہم مگر رواں دواں اور دل کش ہے۔ ہر طرح کے منظر اور ہر نوع کی کیفیت کو انھوں نے عمدگی سے قالبِ الفاظ میں ڈھالا ہے۔ عربی و فارسی لفظیات سے آشنائی اور ہندوستان کی مقامی زبانوں سے واقفیت

نے اُن کی زبان کو تازگی عطا کی ہے۔ وہ بندوبست اور ارضیات یا مالیات جیسے غیر دل چسپ موضوعات کو بھی زبان کی دل کشی اور چاشنی کے باعث خوش گوار بنا دیتے ہیں۔ وہ خوشی، استعجاب، حیرت، دُکھ، پسندیدگی اور ناپسندیدگی کی کیفیات کو پوری طرح بیان کرنے پر قادر ہیں۔ دیباچے میں اگرچہ وہ اپنے آپ کو "طفلِ مکتب" کہتے اور اپنے پنجابی ہونے کے باعث اُردو سے کم آشنائی کا اعتراف کرتے ہیں مگر یہ محض اُن کا انکسار ہے:

> "صاحبانِ علم و ادراک کی خدمت میں بہت شرمگینی سے یہ تحفہ پیشِ نظر کیا جاتا ہے اور التماس یہ ہے کہ مؤلف اس لائق نہیں ہے جو اپنے آپ کو زمرۂ مصنفوں میں شمار کرے بلکہ اس کام میں گویا ایک مبتدی اور طفلِ مکتب ہے۔ علاوہ اس کے ایک دیسی مکتب میں تعلیم یاب ہو کر علم کے باب میں کُچھ فخر یا فضیلت کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ سالکانِ مسلکِ معانی اور بادیہ پیمایانِ نکتہ دانی سے امید ہے کہ اگر اس کتاب کے کسی مقام پر اُردو زبان کی نادرستگی [کذا] اور غلطی پاویں تو اس نظر سے معاف فرماویں کہ یہ مورِ نحیف رہنے والا ملکِ پنجاب کا ہے اور زبان اصل بول چال وہاں کی نہیں ہے اور ہر چند یہ طبع زاد زیورِ فصاحت اور بلاغت سے معرا ہے لیکن اربابِ دانش اور بینش کی قدر شناسی سے امید ہے کہ جیسا بُرا بھلا ہے اُن کی نظروں میں خوش اور مقبول ہو گا۔"(۱۸)

منشی امین چند اگرچہ باقاعدہ ادیب نہیں تاہم اُن کا طرزِ نگارش ادبی ذائقے سے عاری نہیں۔ اُنھوں نے اپنے احوالِ سفر کو دل چسپ بنانے کے لیے زبان کے مختلف آرائشی عناصر جیسے محاورہ، تشبیہ، استعارہ، کنایہ اور دیگر صنائع کا استعمال کیا ہے۔ جابہ جا اشعار، اقوال اور ضرب الامثال کا استعمال اُن کے ادبی مذاق کا گواہ ہے۔ منشی امین چند کی زبان اُن کے زمانے کی مروّجہ زبان کے برعکس عربی اور فارسی کے بوجھ سے آزاد اور تکلفات سے عاری ہے۔ ان کی زبان کے اس وصف کا ذکر کرتے ہوئے رضا علی عابدی رقم طراز ہیں:

> "اس کا اسلوب ہماری آج کی اُردو کے قریب ہے۔ اُس نے جو سادہ زبان لکھی ہے، اس پر عربی یا فارسی کا غلبہ نہیں۔"(۱۹)

منشی امین چند بلاشبہ اپنے عہد کے ایک باخبر اور تعلیم یافتہ فرد تھے۔ ان کا سفر نامہ ان کے علم و فضل کا عکاس ہے۔ وہ تاریخ، جغرافیہ، ادب اور فنونِ لطیفہ کا ستھرا مذاق رکھتے تھے۔ سفر نامے کا متن اُن کے گہرے مشاہدے کا ہی ترجمان نہیں بلکہ اُن کے مطالعے اور تاریخ شناسی کا بھی غماز ہے۔ انھوں نے بہ قول ڈاکٹر ممتاز گوہر:"

مواد کی فراہمی میں مشاہدے، مطالعے اور شنید تینوں سے کام لیا ہے۔"(۲۰) وہ مختلف عمارتوں، مقامات اور رسوم ورواجات کے بارے میں وہاں کے لوگوں سے مکالمہ کرتے دکھائی دیتے ہیں اور مختلف علاقوں سے جُڑی بعض کہانیوں اور روایتوں کو بھی نقل کرتے جاتے ہیں۔ ان کے اس روّیے سے سفر نامہ کی دل چسپی میں اضافہ ہوا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ سفر نامہ منشی امین چند: لاہور؛ مطبع کوہِ نور؛ ۱۸۵۹ء؛ ص ۲،۱۔

۲۔ ایضاً: ص ۱۷،۱۶۔

۳۔ ایضاً: ص ۴۰۵۔

۴۔ بہ حوالہ: "ہفتہ وار کوہِ نور، لاہور" مشمولہ تحقیقی مضامین: مالک رام؛ نئی دہلی؛ مکتبۂ جامعہ لیمیٹڈ؛ ۲۰۱۱ء؛ ص ۲۳۵، ۲۳۴۔

۵۔ ایضاً: ص ۲۱۸۔

6. The Gazette of India, Extraordinary; Dehli; 1st January, 1877; P.17.

7. Ropper Lethbridge: The Golden Book of India; London; 1893; p.25.

8. J.P.Naik: Selections from Education Records of Government of India (vol.ii); Dehli ;1963; p.60 .

9. Abid;p.206

۱۰۔ تاریخ ادبیاتِ اُردو (اُردو ترجمہ: لیلیان سیکستن نازرو، مرتب: ڈاکٹر معین الدین عقیل)؛ کراچی؛ پاکستان اسٹڈی سنٹر؛ اوّل، فروری، ۲۰۱۵ء؛ ص ۱۹۲۔

۱۱۔ Preface مشمولہ سفر نامہ منشی امین چند: ۱۸۵۹ء۔

۱۲۔ تاریخ ادبیاتِ اُردو: ص ۱۹۲۔

۱۳۔ Preface مشمولہ سفر نامہ منشی امین چند: ۱۸۵۹ء۔

۱۴۔ دیباچہ از منشی امین چند مشمولہ سفر نامہ منشی امین چند: ص ۳، ۲۔

۱۵۔ Preface مشمولہ سفر نامہ منشی امین چند: ۱۸۵۹ء۔

۱۶۔ ممتاز گوہر، ڈاکٹر: پنجاب میں اُردو ادب کا ارتقا [۱۸۴۹ء تا ۱۹۱۴ء]؛ لاہور؛ مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی؛ ۱۹۹۷ء؛ ص ۸۳۔

۱۷۔ مالک رام: تحقیقی مضامین؛ ص ۲۳۶۔

۱۸۔ دیباچہ مشمولہ سفر نامہ منشی امین چند: ص ا۔

۱۹۔ رضا علی عابدی: کتابیں اپنے آبا کی؛ لاہور؛ سنگِ میل پبلی کیشنز؛ ۲۰۱۲ء؛ ص ۹۴۔

۲۰۔ پنجاب میں اُردو ادب کا ارتقا [۱۸۴۹ء تا ۱۹۱۴ء]: ص ۸۴۔